جب اندرونی جنگ کا آغاز ہوتا ہے

یہ سردیوں کی ان سست دوپہروں میں سے ایک تھی جب وقت خود بھی سوچ و بچار میں گم محسوس ہوتا ہے۔ ہم یونیورسٹی کے لان میں بیٹھے سورج کو دھیرے دھیرے گھاس کی چادر پر سمٹتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ میں بھانپ سکتا تھا کہ اس کے ذہن میں کچھ چل رہا ہے؛ اس کی خاموشی میں ایک وزن تھا۔

جب خدا ہمارے دلوں کے بھید جانتا ہے

آخر کار اس نے خاموشی توڑی۔ اپنی نوٹ بک کا کونا مروڑتے ہوئے اس نے پوچھا، "مجھے ایک بات بتاؤ، کیا خدا واقعی وہ سب جانتا ہے جو ہمارے اندر چل رہا ہوتا ہے؟ وہ خیالات جنہیں ہم خود سے بھی تسلیم کرنے سے ڈرتے ہیں؟"

میں مسکرا دیا، اس لیے نہیں کہ سوال آسان تھا، بلکہ اس لیے کہ یہ ایک ہمہ گیر حقیقت تھی۔ میں نے کہا، "تمہاری سوچ سے کہیں زیادہ۔ وہ ہر نیت، ہر سرگوشی اور ہر خفیہ منصوبے سے واقف ہے۔ یہاں تک کہ ان خیالات کو بھی جانتا ہے جو مکمل طور پر بننے سے پہلے ہی ہم مسترد کر دیتے ہیں۔ ہمارے اندر کی کوئی بھی چیز اس سے چھپی نہیں ہے"۔

پھر میں نے اسے ایک مثال دی۔ "تم جانتے ہو جب تم کسی کو کامیاب ہوتے دیکھتے ہو اور ایک لمحے کے لیے حسد کی چبھن محسوس ہوتی ہے؟ تم اسے زبان پر نہیں لاتے، نہ ہی اس پر عمل کرتے ہو — لیکن تم اسے محسوس کرتے ہو؟ وہ ننھی سی چنگاری بھی... خدا جانتا ہے"۔

اس نے لمبا سانس لیا، جیسے کوئی گہری حقیقت اس کے دل پر اتری ہو۔

جب نفس سرگوشی کرتا ہے

"لیکن دیکھو..." اس نے آواز نیچی کرتے ہوئے کہا، "کبھی کبھی میرا نفس مجھے ایسا کچھ کرنے کو کہتا ہے جو میں جانتا ہوں کہ غلط ہے — جیسے بدلہ لینا، کسی کو نیچا دکھانا، یا کوئی تکلیف دہ بات کہنا۔ میں ایک کھچاؤ محسوس کرتا ہوں، لیکن پھر میں خدا کے خوف سے خود کو روک لیتا ہوں۔ تو یہ کیا ہے؟ منافقت یا کمزوری؟"

اس کے سوال میں ایک ایسا جرم پوشیدہ تھا جو میں نے خود بھی کئی بار محسوس کیا تھا۔ میں نے نرمی سے کہا، "وہ اندرونی کھچاؤ تمہیں منافق نہیں بناتا۔ یہ تمہیں انسان بناتا ہے۔ ہر دل میں ایک ایسا گوشہ ہوتا ہے جہاں انا سرگوشی کرتی ہے اور وسوسے جنم لیتے ہیں"۔

اپنی بات واضح کرنے کے لیے میں نے سلسلہ جاری رکھا، "تمہیں یاد ہے ہمارے دوسرے سمسٹر والا احمد؟ اس دن جب کلاس کے سامنے کسی نے اس کی توہین کی تھی، اس نے بعد میں مجھے بتایا کہ اس کی زبان پر ایک بہترین جواب تیار تھا۔ ایک ایسا جملہ جو اس شخص کو سرِ عام ذلیل کر سکتا تھا۔ لیکن اس نے اسے پی لیا۔ خوف کی وجہ سے نہیں، بلکہ وقار اور شعوری بیداری کی وجہ سے"۔

اس نے سر ہلایا؛ اسے یاد تھا۔

میں نے بات جاری رکھی، "وہ جدوجہد منافقت نہیں ہے۔ یہ خود پر قابو پانے کی مشکل ترین شکل ہے"۔

انسانی دل کے اندر دو راستے

میں نے اپنی انگلیوں میں ایک خشک پتہ تھامے ہوئے کہا، "ہمیشہ دو راستے ہوتے ہیں:

پہلا راستہ — منافقت: جب کوئی جانتا ہو کہ اس کا دل تلخی، بدلے اور تکبر سے بھرا ہوا ہے... لیکن وہ اسے مسکراہٹوں، میٹھے لفظوں اور جھوٹی ہمدردی کے پیچھے چھپا لے۔ جیسے وہ ساتھی جو آپ کی ترقی پر دل ہی دل میں جل رہا ہو لیکن سامنے کہے، 'اوہ، میں آپ کے لیے بہت خوش ہوں'، جبکہ حقیقت میں اندر سے جل رہا ہو۔ یہ دھوکہ ہے، ایک لبادہ ہے، اور اپنے اندر کی حقیقت کا سامنا کرنے سے انکار ہے۔

دوسرا راستہ — مجاہدہ (جدوجہد): جب کوئی برا خیال پیدا ہو، لیکن انسان فوراً بے چینی محسوس کرے، اس کے خلاف مزاحمت کرے اور کہے، 'نہیں۔ یہ وہ شخص نہیں ہے جو میں بننا چاہتا ہوں۔ خدا مجھے دیکھ رہا ہے۔ میں اس (خیال) پر عمل نہیں کروں گا۔' جیسے جب آپ کا بہن بھائی آپ کو دکھ پہنچائے اور آپ کے اندر سے سب کچھ چیخ رہا ہو، "جواب دو! انہیں بھی تکلیف پہنچاؤ!" لیکن آپ سانس لیتے ہیں، خود کو پرسکون کرتے ہیں اور وہاں سے ہٹ جاتے ہیں۔ یہ کمزوری نہیں ہے۔ یہ عبادت ہے؛ یہ کردار ہے"۔

اس نے اپنی نظریں جھکا لیں اور کہا، "میں ہمیشہ یہی سوچتا تھا کہ چونکہ میرے اندر غلط خیالات آتے ہیں... اس لیے میں ایک برا انسان ہوں"۔

اصل امتحان: نفس کی سرگوشی پر خدا کو ترجیح دینا

میں نے کہا، "یہی تو غلط فہمی ہے۔ برے خیال کا آنا مسئلہ نہیں ہے۔ اس کے بعد آپ جو فیصلہ کرتے ہیں، وہی آپ کی اصل پہچان بناتا ہے"۔ میں نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا۔ "ہر بار جب تم غصے کو بڑھتے ہوئے محسوس کرتے ہو... جب حسد کی لہر اٹھتی ہے... جب بدلہ لینا شیریں معلوم ہوتا ہے... اور تم صرف اس لیے خود کو روک لیتے ہو کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے—وہ لمحہ ڈھیروں نیکیوں سے بڑھ کر وزن رکھتا ہے"۔

میں نے اسے ایک قصہ سنایا جو میں نے کبھی پڑھا تھا: ایک عالم اپنے شاگرد کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ ایک بدتمیز شخص نے بار بار شاگرد کی توہین کی۔ شاگرد نے اپنی مٹھیاں بھینچ لیں لیکن خاموش رہا۔ بعد میں عالم نے کہا، "تم نے آج دو نمازیں ادا کیں: ایک اپنی زبان سے اور ایک اپنے دل سے۔ دوسری والی اصل نماز تھی"۔

وہ بے اختیار مسکرا دیا۔ اس نے کہا، "پہلی مرتبہ کسی نے اُس جدوجہد کی قدر کو اجاگر کر دیا"۔

باطنی معرکوں میں فتح کا پُرسکون احساس

میں نے کہا، "تم جانتے ہو، کبھی کبھی مجھے ان گناہوں پر زیادہ فخر محسوس ہوتا ہے جو میں نے نہیں کیے، بہ نسبت ان نیک کاموں کے جو میں نے انجام دیے"۔

وہ ہلکا سا ہنسا، "یہ سچ ہے۔ جن چیزوں کے خلاف میں مزاحمت کرتا ہوں... انہیں کوئی نہیں دیکھتا"۔

"لیکن خدا دیکھتا ہے،" میں نے کہا۔ "اور اسی لیے وہ ظاہر اعمال سے زیادہ پوشیدہ جدوجہد کا اجر دیتا ہے"۔

میں نے اسے ایک اور روزمرہ کی مثال دی: "سوچو جب کوئی تم سے تلخی سے بات کرتا ہے۔ تمہاری انا کہتی ہے کہ فوراً ترکی بہ ترکی جواب دو۔ لیکن اگر تم رک جاؤ... صرف دو سیکنڈ کے لیے... تو وہ وقفہ ایک روحانی فتح ہے۔ تم نے اپنی انا سے کشتی لڑی ہے اور اسے پچھاڑ دیا ہے"۔

اندرونی جنگ کمزوری نہیں—عبادت ہے

آخر میں میں نے بات سمیٹی، "دیکھو، غلط خیالات آئیں گے۔ وسوسے بھی آئیں گے اور ترغیبات سامنے آئیں گی۔ لیکن ہر بار جب تم ان کے پیچھے چلنے سے انکار کرتے ہو—ہر بار جب تم اپنی انا کی خوشی پر خدا کی رضا کو ترجیح دیتے ہو—تو تم ایک مضبوط، پاکیزہ اور گہرے انسان بن جاتے ہو"۔

اس کی آنکھوں میں نرمی آگئی اور اس نے پوچھا، "تو یہ اندرونی جنگ اس بات کی علامت نہیں ہے کہ میں ناکام ہو رہا ہوں... بلکہ اس بات کی علامت ہے کہ میرا دل زندہ ہے؟"

میں نے سر ہلایا، "بالکل۔ ایک دل جو تگ و دو کرتا ہے، وہ دل ہے جسے اب بھی فکر ہے۔ ایک ایسا دل جو اب بھی خدا کی آواز سنتا ہے"۔

جب ہم جانے کے لیے کھڑے ہوئے، تو سورج عمارت کے پیچھے چھپ چکا تھا اور زمین پر ایک لمبا سنہرا سایہ ڈال رہا تھا۔ اس لمحے مجھے ایک بات کا احساس ہوا: شاید بندگی کے سب سے غیر معمولی مظاہرے وہ نمازیں نہیں ہیں جو لوگ دیکھتے ہیں، بلکہ وہ جنگیں ہیں جو ہم اپنے اندر خاموشی سے لڑتے ہیں، صرف اس لیے کہ ہمارا رب ہمیں دیکھ رہا ہے۔